International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 321- 338

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں اسلامی شخصیات کے حوالے سے پیش کردہ تصورات: ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

The Perspectives of Hindu Authors on Islamic Personalities in Biographical Literature: A Research and Critical Study

Dr. Muhammad Mumtaz Ul Hasan
Professor, Department of Islamic Studies & Shariah
The Minhaj University Lahore, Pakistan
drmumtaz365@gmail.com
Muhammad Pervaiz
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies& Shariah,Minhaj University Lahore
pervaizbilal365@gmail.com

Abstract

Islamic history and the biography of Prophet Muhammad ﷺ have been a significant area of interest globally, inspiring diverse opinions across religions and cultures. Hindu authors, being an integral part of the South Asian religious and social fabric, have also contributed to this discourse by expressing their perspectives on Islamic personalities and history. This research critically examines the views presented by Hindu authors in their biographical works regarding Islamic figures.The primary aim of this study is to analyze the writings of Hindu authors that focus on Islamic personalities, particularly Prophet Muhammad ﷺ and other key Islamic leaders. It explores how these personalities are portrayed, identifies the prevalence of positive or negative tendencies in their narratives, and evaluates whether their perspectives align with historical realities or are influenced by religious and cultural biases.The research employs historical, comparative, and critical methodologies to review the works of Hindu authors that discuss Islamic biographies or history. The key research questions include.What is the foundation of the praise or criticism found in Hindu authors' narratives about Islamic personalities?Are their perspectives rooted in historical evidence or shaped by personal and religious inclinations?Do these writings promote interfaith harmony or exacerbate religious divides?The findings reveal a diverse portrayal of Islamic personalities in the narratives of Hindu authors. Some writers have acknowledged the moral greatness, human equality, and justice exemplified by Islamic figures, while others have adopted a critical or contentious approach. Several authors have attempted to interpret the events of Prophet Muhammad's ﷺ life through the lens of Hindu philosophy,

CC BY

reflecting their unique cultural contexts.The study concludes that, despite traces of bias in these writings, many contain elements of admiration and appreciation. A critical analysis of these works highlights how these authors' perspectives are shaped not only by their religious and cultural backgrounds but also by their political and social environments.This study emphasizes the importance of interfaith dialogue and underscores the need for fostering intellectual exchange and understanding between Hindu and Muslim communities. It concludes with the recommendation for further in-depth research on such topics to strengthen harmony between civilizations.

Keywords: Hindu Authors,Biographical Literature, Islamic, Personalities,Critical Analysis,Interfaith Harmony,Historical Study

اسلامی تاریخ اور سیرتِ طیبہ دنیا بھر کے مذاہب اور معاشروں میں ایک اہم موضوع رہی ہے، جس پر مختلف مکاتبِ فکر نے اپنی رائے پیش کی ہے۔ ہندو مصنفین، جو برصغیر کی مذہبی اور سماجی روایات کا حصہ ہیں، بھی اسلامی شخصیات اور تاریخ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ یہ تحقیق ان کی کتبِ سیرت میں اسلامی شخصیات کے بارے میں پیش کیے گئے تصورات کا تنقیدی جائزہ پیش کرتی ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد ہندو مصنفین کی ان تحریروں کو سمجھنا ہے جو اسلامی شخصیات خصوصاً حضرت محمد ﷺ اور دیگر اہم اسلامی رہنماؤں کی زندگی اور تعلیمات پر مبنی ہیں۔ اس مطالعے میں یہ جانچنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان مصنفین نے ان شخصیات کو کس تناظر میں پیش کیا ہے، ان کے بیانیے میں مثبت یا منفی رجحانات کتنے نمایاں ہیں، اور یہ کہ ان کا نقطۂ نظر تاریخی حقیقت کے قریب تر ہے یا مذہبی اور ثقافتی تعصب سے متاثر ہے۔ اس تحقیق میں تاریخی، تقابلی، اور تنقیدی منہج اپنایا گیا ہے، جس کے تحت ہندو مصنفین کی ان کتب کا جائزہ لیا گیا ہے جو اسلامی سیرت یا تاریخ سے متعلق ہیں۔ تحقیق میں اہم سوالات یہ تھے: ہندو مصنفین کے بیانیے میں اسلامی شخصیات کی تعریف یا تنقید کی بنیاد کیا ہے؟ ان کے خیالات تاریخی شواہد پر مبنی ہیں یا محض ذاتی و مذہبی رجحانات کی عکاسی کرتے ہیں؟ کیا ان تحریروں میں بین المذاہب ہم آہنگی کے اشارے ملتے ہیں یا مذہبی تقسیم کو فروغ دیا گیا ہے؟ تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ ہندو مصنفین کے بیانیے میں ایک متنوع تصویر سامنے آتی ہے۔ کچھ مصنفین نے اسلامی شخصیات کی اخلاقی عظمت، انسانی مساوات، اور عدل و انصاف کی تعریف کی ہے، جبکہ کچھ دیگر نے تنقیدی یا متنازعہ انداز اپنایا ہے۔ ان میں سے کچھ مصنفین نے سیرتِ طیبہ کے واقعات کو ہندو فلسفے کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی ہے، جو ان کے منفرد ثقافتی پس منظر کی عکاسی کرتا ہے۔ تحقیق کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ اگرچہ ان تحریروں میں تعصب کے عناصر موجود ہیں، لیکن ان میں مثبت اور تعریفی پہلو بھی نمایاں ہیں۔ ان کتب کا تنقیدی مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ان مصنفین کے خیالات نہ صرف ان کے مذہبی اور ثقافتی رجحانات سے متاثر ہیں بلکہ ان کے سیاسی اور سماجی حالات بھی ان پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ یہ مطالعہ بین المذاہب مکالمے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ ہندو اور مسلم معاشروں کے درمیان علمی تبادلے اور تفہیم کو

فروغ دینے کی کتنی ضرورت ہے۔ اس تحقیق کا اختتام اس سفارش پر ہوتا ہے کہ ان موضوعات پر مزید گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تاکہ مختلف تہذیبوں کے درمیان ہم آہنگی کو مضبوط بنایا جاسکے۔

کلیدی الفاظ : ہندو مصنفین، کتبِ سیرت، اسلامی شخصیات، تنقیدی جائزہ، بین المذاہب ہم آہنگی، تاریخی مطالعہ۔

ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں مماثلت کا جائزہ

ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں اپنے موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت زیادہ یکسانیت و مماثلت پائی جاتی ہے۔ متاخر کتب کو اگر دیکھیں محسوس ہوتا ہے کہ پہلی کتبِ سیرت کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔ الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ تمام کتب کے بارے میں تو نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام از شر دھے پر کاش دیو اور عرب کا چاند از سوامی لکشمن پر شاد اپنی زبان اور انداز اور جزئیات کی تفصیلات کے حوالے مختلف ہیں اسی طرح پیغمبرِ صحرا" از کے ایل گابا اور حضرت محمد اور اسلام از سندر لال اپنے موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت مختلف ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے ان میں مماثلت ضرور پائی جاتی ہے۔ چاروں کتابوں سے چند مثالیں بطور تحقیق نقل کی جاتی ہیں۔

1۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے متعلق بیان میں مماثلت

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے متعلق شر دھے پر کاش دیو کا بیان ملاحظہ ہو:

> ""عبد اللہ بن عبد المطلب نے 24 برس کی عمر میں آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور آمنہ کا نخلِ مراد سر سبز نہ ہوا تھا کہ عبد اللہ کو سفر شام میں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا اور واپسی پر یثرب (مدینہ) میں راہِ بقا اختیار کی۔ اس زمانہ میں جب کہ واقعہ فیل کو 45 روز ہوئے تھے 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء کو حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے۔"(1)

اسی طرح سندر لال کا بیان دیکھیے:

> "حضرت محمد ﷺ کے والدِ بزرگوار حضرت عبد اللہ نے 24 برس کی عمر میں شادی کی ، ابھی حضرت محمد ﷺ آمنہ بنت وھب کے نخل میں نہیں آئے تھے کہ وہ ملکِ شام میں تجارت کی غرض سے روانہ ہوگئے واپسی پر مدینہ میں ہی قضا کر گئے۔ حضرت محمد ﷺ 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء سوموار کی صبح کو پیدا ہوئے۔"(2)

2۔ سفر طائف سے واپسی کے بعد مطعم بن عدی کی پناہ میں آنے اور بعد کے حالات کی تحریر میں مماثلت

حضور نبی کریم ﷺ کا سفر طائف سے واپسی پر مطعم بن عدی کی پناہ میں آنے اور اس کی نگہبانی میں کعبۃ اللہ کی زیارت کرنے کے بعد کے حالات کے متعلق شر دھے پرکاش دیو رقمطراز ہیں:

> "طوافِ کعبہ کرکے حضور نبی کریم ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ جب وعظ و نصیحت کی گھر سے اپنے کاشانہِ اقدس سے باہر آئے تو اس روز مطعم بن عدی بھی آپ کے ساتھ تھے تو کفار نے آپ ﷺ کو اور مطعم کو ایسی ایسی بیہودہ باتیں کیں تو آپ ﷺ کو کے اخلاق و ہمدردی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ وہ مطعم کی پناہ میں رہ کر اسے بھی مطعونِ خلائق کرائیں۔ دوسرے روز آنحضرت ﷺ نے باہر آکر آپ ﷺ نے بلند آواز سے عوام الناس سے فرمایا: بھائیو! اب میں مطعم کی پناہ میں نہیں ہوں۔ میری جائے پناہ میرا خدا ہے۔ اس کی پناہ اور اس کی نگہبانی ہی میرے لیے کافی ہے۔ کوئی شخص میری وجہ سے مطعم کو نہ ستائے۔"(3)

اب سوامی لکشمن پرشاد کی عبارت ملاحظہ ہو:

> "مطعم کے گھر پناہ گزین ہونے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ آوازِ حق بلند کرتے رہے کفار کی سختیاں بڑھیں تو چنوں کے ساتھ گھن بھی پسنے لگا مطعم بھی کفار کی سختیوں کا نشانہ بن گئے۔ رحمۃ اللعالمین خود تو سب رنج والم برداشت کرسکتے تھے، مگر وہ اس بات کو اپنی قابلِ رشک شرافت اور قابلِ تقلید اخلاق کے منافی سمجھتے تھے کہ مطعم بھی آپ کو پناہ دینے کی وجہ سے کفار کا ظلم و ستم کا نشانہ بنے، تو آپ ﷺ نے اعلان کردیا اب میں کسی کی پناہ میں نہیں۔ میں اپنے رب العزت کی پناہ میں ہوں لہذا مطعم کو میری وجہ سے کوئی تکلیف نہ دے۔"(4)

3۔ پہلی وحی کے متعلق شر دے پرکاش دیو اور سندر لال کی عبارتوں میں مماثلت

پہلی وحی کے نزول کے بعد یہود و نصاریٰ نے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرنا شروع کردیا تھا اسی طرح غیر مسلموں میں سے ہندو مصنفین نے اسی روش کو اپناتے ہوئے قرآن مجید کے وحیِ الٰہی میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

پہلی وحی کے سلسلے میں شر دھے پر کاش دیو لکھتے ہیں:

"بعض مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فرشتہ کوئی نہیں آیا صرف پیغمبر کے دل میں ہی یہ القاء ہوا تھا اور خود بخود ان کی زبان سے (سورۃ العلق) کی ابتدائی پانچ آیتیں نکلی تھیں۔"(5)

حالانکہ کوئی بھی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھتا۔ تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی بذریعہ جبریلِ امین نازل ہوئی تھی۔

اسی طرح پہلی وحی کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی اضطرابی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سندر لال نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"خدیجہ مجھے کیا ہو گیا ہے میں پاگل تو نہیں ہو گیا۔"(6)

4۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ پر بتوں سے دعا مانگنے کا اتہام لگانے میں سوامی لکشمن پرشاد اور سندر لال میں مماثلت

سوامی لکشمن پرشاد نے پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ مقدسہ کے خلاف ایک "شہ سرخی" بنائی "بت شکن پیغمبر بتوں کے حضور میں" جس کو پڑھ کر صاحبِ ایمان چونک جاتا ہے۔ اس کے ذیل میں مصنف لکھتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب آپ ﷺ کو گود میں اٹھائے حضرت حلیمہ سعدیہ کے ساتھ کعبۃ اللہ گئے جسے بت پرستوں نے "بیت الاصنام" بنا ڈالا تھا۔ وہاں پہنچے تو بتوں کے حضور آپ ﷺ کی درازیِ عمر کی دعا مانگی پھر ان بے جان پتھر کے بتوں کو شاہد وعادل بنا کر حضرت حلیمہ سعدیہ سے آپ ﷺ کی پوری پوری حفاظت کا عہد و پیمان لیا۔"(7)

اسی طرح سندر لال لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر سن کر عبد المطلب بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ کو اٹھا کر کعبہ لے گئے اور بتوں کا شکریہ ادا کیا۔"(8)

5۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بچپن کے متعلق کے ایل گابا اور سندر لال کی تحریر میں مماثلت

حضور نبی کریم ﷺ کے بچپن مبارک کو عام بچوں جیسا قرار دیتے ہوئے کے ایل گابا لکھتے ہیں:

> "قبیلہ کے دوسرے بچوں کی طرح آپ بھی رضائی ماں کا دودھ پیتے رہے، جب دودھ میں کمی ہو جاتی تو صبر کرتے تھے۔ پھر نرم روٹی اور ٹڈی کا سالن آپ کی غذا بنی، زیادہ بڑے ہوئے تو ہمعصر لڑکوں کی طرح مٹی سے کھیلتے، گھروندے اور ٹکیاں بناتے۔ معمولی کپڑے کا دھاری دار قمیض پہنے، برہنہ پا، برہنا سر، بغیر ہاتھ منہ دھوئے اور بکھرے بالوں کو لیے عام بچوں کی طرح رہتے تھے۔ گویا آپ اور دوسرے بچوں میں کوئی تمیز نہ تھی۔(9)

اسی طرح پنڈت سندر لال لکھتے ہیں:

> "آمنہ اتنی دکھی اور بیمار تھیں کہ سات دنوں سے زیادہ دودھ نہ پلا سکیں۔ رضائی ماں کے ہاں بھی یہی حال تھا کہ وہاں بھی غربت نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ اکثر اوقات آپ برہنا سر، برہنہ پا، اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر بکھرے ہوئے بالوں کو لیے رہتے تھے۔ گویا معمولی سا گزر بسر تھا۔"(10)

6۔ حضور نبی کریم ﷺ کے القاب و آداب کا خیال رکھنے میں مماثلت

مصنفین گو کہ راسخ العقیدہ ہندو ہیں انہوں نے جہاں بھی اس حضور نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کا ذکر کیا، ساتھ ہی القاب و آداب کا خاص خیال رکھا۔ ان میں سے سوامی لکشمن پرشاد اس ضمن میں نہایت تعریف کے قابل ہیں۔ ہندو مصفین نے اپنی کتبِ سیرت میں جن القابات و آداب کو تحریر کیا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں۔

1. رحمۃ اللعالمین
2. سرورِ کائنات
3. فخر موجودات
4. پیغمبرِ اعظم
5. حضرت مصطفیٰ
6. احمد مجتبیٰ
7. خاتم النبیین
8. شفیع المذنبین

9. داعیِ اخلاق
10. ہادیِ طریقت
11. سرچشمہِ ہدایت
12. سرورِ عالم
13. گنجینہِ شرافت
14. پیغمبرِ بت شکن
15. آفتابِ درخشاں
16. حضورِ انور
17. جلیل القدر ہستی
18. ابرِ رحمت
19. مصلحِ اعظم
20. صادقِ فجر
21. رسول اللہ

7۔ محمد وآلِ محمد ﷺ پر درود وسلام کی کتابت میں مماثلت

مصنفین نے بیشتر مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی تحریر کرتے ہوئے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود وسلام سلام لکھنے کا خاص اہتمام کرتے ہوئے یوں کتابت کی ہے:

"صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

جہاں مکمل درود شریف نہیں لکھا وہاں آپ ﷺ کے اسم گرامی کے اوپر سلف صالحین کی طرح علامتِ درود "ؐ" ضرور ڈالی ہے۔ مختلف مقامات پر یوں تحریر کیا: "حضرتؐ، حضورؐ، نبیؐ، آپؐ، رسولِ مکرمؐ

8۔ واقعاتِ سیرت کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں مماثلت

مصنفین نے بہت محنت کے ساتھ اپنی کتب کو لکھا ہے۔ بہت سے مقامات پر انہوں نے حقیقت کو گول مول کرنے کی لاحاصل سعی کی ہے۔ اگر تحقیقی نقطہِ نظر سے دیکھا جائے تو تحریر شستہ، الفاظ کا چناؤ، جملوں کا ربط تو بہترین ہے مگر کی یہ کتب ادب و تعظیمِ مصطفی ﷺ سے خالی ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے ان کی کتبِ سیرت میں چند ایک ایسی روایات ملتی ہیں جو مسلم سیرت نگاروں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اور اسلام کے عقائد کے خلاف ہیں اُن کو بھی سیرت النبی ﷺ کی کتب میں جگہ دی۔ اسی طرح انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی رضاعت، آپ ﷺ پر پہلی وحی کے وقت کیفیت کا طاری ہونا،

شعبِ ابی طالب میں محصوری، ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اور آپ ﷺ کے معجزات جیسے عظیم واقعات کو توڑ موڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

9۔ مستشرقین کی کتب سے استفادہ کرنے میں مماثلت

ہندو مصنفین نے خصوصاً مستشرقین کی کتب کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی کتب کو تحریر کیا ہے۔ مصنفین جن مستشرقین سے استفادہ کرتے ہوئے کتب لکھیں ان کی تعداد 27 ہے جو کہ مقالہ ہذا کے باب اول میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے چند ایک حوالے بطور ماڈل حسب ذیل ہیں۔

1.Islam : her moral and spiritual value, by Major Arthor Galyon Leonord.
2.The preach in of Islam by T.W Arnold.
3.Mohammad and Mohammadanism by R. Bosworth Smith
4.The Doctrine Of Sin , by Rev, Gardner.
5.Heroes and Hero-Worship and Heroic in the History by Thomas Carlyle.

10۔ سیرت النبی ﷺ کو قصہ گوئی اور افسانہ نگاری تک محدود کر دینے میں مماثلت

ہندو مصنفین میں چند ایسے سیرت نگار ہیں جن کا اسلوب دلکش اور اندازِ دِل کو موہ لینے والا ہے، جبکہ اکثریت ایسی ہے جنہوں نے قصہ گوئی اور افسانہ نگاری کی طرز پر حضور نبی کریم ﷺ کے حالاتِ زندگی (ولادتِ باسعادت سے لے کر وصالِ کبریاء تک) کو ایک کہانی اور افسانہ نگاری کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں سوامی لکشمن پرشاد، جی ایس دارا، بے کے نارائن، شردھے پرکاش دیو اور بابو کنج لال اپنے اسلوب اور منفرد انداز کی بدولت دوسرے سیرت نگاروں سے ممتاز مماثلت رکھتے ہیں۔

11۔ ریاستِ مدینہ کے قیام کے متعلق گھناؤنے الزام میں مماثلت

شردھے پرکاش دیو اور کے ایل گابا نے ریاستِ مدینہ کے قیام کے متعلق پیغمبرِ اسلام ﷺ پر الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اپنے متبعین کی حفاظت کے لیے قریش کی سیادت میں رخنہ اندازی کر کے وجود میں لائی گئی۔ ان کے بیانات ملاحظہ ہوں:

1۔ شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں:

> "جو لوگ حضرت ﷺ کی امتیازی رفعتوں کا موازنہ حضرت مسیح علیہ السلام یا دیگر مذہبی پیشواؤں سے کرتے ہیں، غلطی کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ پر ایسے حالات آئے انہیں اپنے متبعین کی حفاظت کے لیے حکومت ہاتھ میں لینا پڑی۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ ان کا خاندان وقبیلہ کعبے کی متولی کی حیثیت امتیازی شان رکھتا تھا عرب و عجم کے سربراہانِ ممالک گردنیں جھکاتے تھے۔ یہ بادشاہت تو خدا تعالیٰ نے انہیں پہلے ہی دے رکھی تھی کہ جب چاہیں کسی کو زندگی

دیں جب چاہیں کسی کی زندگی چھین لیں۔ اہلِ عقل و خرد کو حضرت ﷺ کا موازنہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں سے کرنا چاہئے نہ کہ تارک الدنیا درویشوں سے۔ ان دونوں طریق میں بہت زیادہ فرق ہے۔(11)

2۔ کے ایل گابا بغیر جانچ پڑتال اور مطالعۂ سیرت کے حضور نبی کریم ﷺ پر ریاستِ مدینہ کے قیام کے متعلق رخنہ اندازی کا اتہام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عربوں کی مخالفت تو سمجھ میں آنے والی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بااثر اور اہل الرائے طبقہ کے ایک بڑے حصے کو توڑ کر اپنا موافق بنالیا ہے۔ آپ ﷺ نے قریش کی سیادت میں رخنہ اندازی کرکے مدینہ میں ایک خود مختار ریاست کی داغ بیل ڈال دی ہے۔"(12)

12۔ حوالہ جات دینے میں مماثلت

سیرتِ طیبہ سے متعلق مسلم سیرت نگاروں کی تحریریں عموماً محققین کی تحقیق کا موضوع بنتی رہی ہیں اس کے برعکس غیر مسلم سیرت نگاروں پر توجہ نہیں دی گئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مستشرقین کی کتبِ سیرت پر وقتاً فوقتاً تحقیقی کام ہوا ہے۔ لیکن برصغیر کے ہندو سیرت نگاروں پر تحقیقی کام نہ ہونے کے مترادف ہے۔ ذیل میں ہم ہندو مصنفین کی کتب کی چھان پھٹک کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وہ تحقیقی میدان میں نابلد ہیں۔ ذیل میں ان کے حوالہ جات پیش کرنے کا انداز بیان کیا جارہا ہے:

مصنفین کی کتب میں قرآن مجید اور احادیث کے حوالے ملتے ہیں لیکن نامکمل اور تشنہ۔

قرآن مجید کی آیات اور احادیث کو عربی متن میں دینے کی بجائے اردو اور انگریزی ترجمہ لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مصنفین نے جب کسی واقعہ کو بیان کرنا چاہا تو درج ذیل انداز اپنایا:

قرآن میں یوں موجود ہے۔

حدیث کی کتابوں میں یہ بات درج ہے۔

مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے۔

کتبِ سیر میں لکھا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

ایک مورخ نے لکھا ہے۔

مصنفین نے اسلامی کتب اور مؤرخین کی وضاحت نہیں کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کے اسلامی مآخذ سے وہ ناواقف ہیں اور یہ بھی غالب گمان ہے کہ وہ عربی زبان سے بھی ناآشنا ہیں اس لیے انہوں نے ثانوی وسائل و ذرائع پر اکتفا کیا۔

خلاصہ بحث

معلوم ہوا کہ ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں اپنے موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت زیادہ یکسانیت و مماثلت پائی جاتی ہے۔ متاخر کتب کو اگر دیکھیں محسوس ہوتا ہے کہ پہلی کتبِ سیرت کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔ الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ تمام کتب کے بارے میں تو نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام از شر دھے پرکاش دیو اور عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد اپنی زبان اور انداز اور جزئیات کی تفصیلات کے حوالے سے مختلف ہیں اسی طرح پیغمبرِ صحرا" از کے ایل گابا اور حضرت محمد اور اسلام از سندر لال اپنے موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت مختلف ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے ان میں مماثلت ضرور پائی جاتی ہے۔

اختلافی نقطہِ نظر کا جائزہ

ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف لفظی و معنوی، فصاحت وبلاغت کا نہیں بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کو پیش کرنے میں تساہل اور درست حوالہ جات کی کوتاہی برتنا ہے۔ اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے قرآن وحدیث سے اخذ شدہ عقائد میں تشکیک پیدا کرنے کی جسارت بھی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر حضور نبی کریم ﷺ کا نسب مبارک، وحی کا نزول، ختم نبوت اور رسالتِ عامہ کے متعلق منصوبہ سازی کے تحت شکوک وشبہات کا اظہار کرکے مسلمانوں کا اپنے پیغمبر ﷺ سے دائمی تعلق کو کاٹنے کی ناپاک کوشش بھی کی گئی ہے۔ یہ دعویٰ تمام کتب کے بارے میں تو نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام از شر دھے پرکاش دیو اور عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد اپنی زبان اور انداز اور جزئیات کی تفصیلات کے حوالے مختلف ہیں اسی طرح پیغمبرِ صحرا" از کے ایل گابا اور حضرت محمد اور اسلام از سندر لال اپنے موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت مختلف ہیں ۔لیکن اس سب کے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے ان میں اختلاف ضرور پایا جاتا ہے۔ ذیل میں ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں اختلافی نقطہِ نظر کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

1۔ حضرت عبد المطلب کے طوافِ کعبہ / بتوں کے طواف کے متعلق اختلاف

سوامی لکشمن پرشاد حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ پر بت پرستی اور ان سے طلبِ مدد کا اتہام لگاتا ہے اس کے برعکس شر دھے پرکاش دیو حضرت عبد المطلب کو خدا پرست لکھتا ہے۔ دونوں کے بیان ملاحظہ ہوں:

سوامی لکشمن پرشاد نے پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ مقدسہ کے خلاف ایک "شہ سرخی" بنائی" بت شکن پیغمبر بتوں کے حضور میں" جس کو پڑھ کر صاحبِ ایمان چونک جاتا ہے۔ اس کے ذیل میں مصنف لکھتے ہیں:

> "صبح صادق کا وقت تھا، آفتابِ عالم ابھی طلوع نہیں ہوا تھا ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے اپنے مالک کو مبارک و مسعود نومولود کا مژدہ جانفزا سنایا۔ اس نے خوشی میں آکر اپنی

لونڈی کو آزاد کر دیا۔ حضرت عبد المطلب نے جب یہ سنا تو ان کی بھی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ حضرت عبد اللہ کی یادگار کو دیکھنے کے لیے تڑپ اٹھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو ایک خوبصورت چادر میں لپیٹ کر آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ اس عظیم المرتبت بت شکن کو گود میں اٹھا کر خوشی خوشی بتوں کا طواف کرانے کے لیے کعبۃ اللہ لے گئے" (13)

سوامی لکشمن پرشاد دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب آپ ﷺ کو گود میں اٹھائے حضرت حلیمہ سعدیہ کے ساتھ کعبۃ اللہ گئے جسے بت پرستوں نے "بیت الاصنام" بنا ڈالا تھا۔ وہاں پہنچے تو بتوں کے حضور آپ ﷺ کی درازیِ عمر کی دعا مانگی پھر ان بے جان پتھر کے بتوں کو شاہد و عادل بنا کر حضرت حلیمہ سعدیہ سے آپ ﷺ کی پوری پوری حفاظت کا عہد و پیمان لیا۔ (14)

اس کے برعکس شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں:

"واقعہِ فیل کو 45 روز ہی ہوئے تھے 12 ربیع الاول کو حضرت عبد المطلب کا ہاں پوتے کی ولادت ہوئی۔ بزرگ عبد المطلب بچے کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنتے ہی دوڑے آئے۔ معصوم بچے کو اپنی گود میں اٹھا کر لے گئے اور کعبے کا طواف کر کے خدا کا شکر ادا کیا۔" (15)

2۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے متعلق اختلاف

حضور نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے متعلق پنڈت سندر لال اور کے ایل گابا میں اختلاف پایا جاتا ہے دونوں کے بیان ملاحظہ ہوں:

پنڈت سندر لال لکھتے ہیں

"پیغمبرِ اسلام ﷺ کی نمازِ جنازہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔" (16)

کے ایل گابا حضور نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ کا جنازہ اس طرح تھا کہ ٹولیوں کی صورت میں لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے حجرہ پاک میں ایک دروازے سے داخل ہوئے اور درود و سلام پڑھتے ہوئے دوسرے دروازے سے باہر نکل گئے "

کے ایل گابا کی عبارت کی تائید حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ملتی ہے:

عَنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا صُلِّيَ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُدْخِلَ الرِّجَالُ فَصَلَّوْا عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِمَامٍ إِرْسَالًا حَتَّى فَرَغُوا ثُمَّ اُدْخِلَ النِّسَاءِ فَصَلَّيْنَ عَلَيْهِ ثُمَّ اُدْخِلَ الصِّبْيَانُ فَصَلَّوْا عَلَيْهِ ثُمَّ اُدْخِلَ الْعَبِيْدُ فَصَلَّوْا عَلَيْهِ إِرْسَالًا لَمْ يَؤُمَّهُمْ عَلَى رَسُولِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہِ اَحَدٌ۔[17]

"حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے تو مردوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے بغیر امام کے اکیلے اکیلے صلاۃ و سلام پڑھا پھر عورتوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھا پھر بچوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے بھی آپ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھا۔ پھر غلاموں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے اکیلے اکیلے حضور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھا۔ کسی نے آپ ﷺ کے جنازہِ پاک کی امامت نہ کرائی۔"

امام طبری نے تاریخ الرسل والملوک میں بھی اسی طرح بیان کیا ہے:

دخل الناس علی رسول اللہ یصلون علیہ ارسالا..... الی آخر الحدیث۔[18]

"اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ پر لوگ صلاۃ و سلام پڑھتے رہے۔۔۔۔۔ الخ

لہذا حضور نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کی جماعت نہیں کرائی گئی بلکہ صرف درود و سلا بھیجا گیا، جو اللہ اور اس کے فرشتے ازل سے بھیج رہے ہیں۔

3۔ عقیدہِ ختمِ نبوت میں اختلاف

جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمرِ مبارک بارہ برس ہوئی تو حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے ۔راستے میں بحیرہ نامی ایک راہب سے ملاقات ہوئی جب اس نے آپ ﷺ کی گفتگو میں ذہانت، متانت، فطانت، خوش بیانی، شیریں زبانی اور دیگر اخلاق دیکھے تو اس نے حضرت ابو طالب کو یقین دلاتے ہوئے سخت تاکید کی اور کہا:

"یہ لڑکا آفتابِ عرب ہو گا اور عرب سے بت پرستی کا نام ونشان مٹادے گا۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں یہودیوں کے پھندے میں پھنس جائے اور وہ انہیں جان سے مار ڈالیں۔ یہ وہ شخص ہے جن کے آنے خبر مسیح ابن مریم نے دی تھی اور بے شک یہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہو گا۔"(19)

شر دھے پرکاش دیو نے امر سنگھ رام کی کتاب "تکذیبِ قادیانی" سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت بیان کی جس میں اس نے لفظ "لا" کا اضافہ کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے:

"قولوا انه خاتم النبیین ولا قولوا انه لا نبی بعده"[20]

"یہ کہو کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں یہ نہ کہو ان کے بعد کوئی نبی نہیں"

اس عبارت کو کسی قابلِ ذکر محدث نے بیان نہیں کیا البتہ امام جلال الدین سیوطی "الدر المنثور" میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ روایت ضعیف ترین ہے اور اس کی سند مجہول ہے"۔[21]

اسی طرح اس عبارت کو ابو الاعلیٰ مودودی نے "تفہیم القرآن" میں مجمع البحار سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند کو مجہول قرار دیتے ہوئے موضوع قرار دیا ہے۔[10]

4۔ نسبِ محمدی ﷺ کے متعلق اختلاف

ہندو مصنفین نے بلا ثبوت عبارات اور ذاتی خیال آرائیوں کو سیرت میں ڈالنے کی ناعاقبت اندیش سعی کی ہے۔ ان کی کوشش رہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو ہدف وتنقید کا نشانہ بنایا جائے۔ اسی طرح انہوں نے آپ ﷺ کے نسب کو مبہم بنانے کی بھی کوشش کی ہے۔ آپ ﷺ کی پیدائش کے متعلق شر دھے پرکاش دیو کا بیان ملاحظہ ہو:

"عبد اللہ بن عبد المطلب نے 24 برس کی عمر میں آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور آمنہ کا نخلِ مراد سرسبز نہ ہوا تھا کہ عبد اللہ کو سفر شام میں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا اور واپسی پر یثرب (مدینہ) میں راہِ بقا اختیار کی۔ اس زمانہ میں جب کہ واقعہ فیل کو 45 روز ہوئے تھے 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء کو حضرت محمد ﷺ پید اہوئے۔"(22)

اس کے برعکس جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے نسب شریف کے بارے شکوک شبہات پیدا کرتے ہیں ان کو سوامی لکشمن پرشاد نے خوب تسلی بخش جواب دیا ہے۔ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کی کرامات اور ان کی شانوں کا ذکر احسن انداز میں یوں لکھتے ہیں:

"وہ آسمانی نور جو باعثِ تکوین کائنات ہے جس بھی خوش قسمت ہستی میں منتقل ہوا، اس سے بہت عجیب وغریب عجوبے اور خوارقِ عادت واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے۔

اس نورِ بے تاب کی جلوہ گری جس کسی کے قفسِ عنصری میں قید و بند رہ کر اپنی ضیاء بیزی پھیلاتی رہی۔ ہر جگہ اپنی غیر معمولی قوت کا اظہار کرتی رہی۔"(23)

ان میں بطورِ خاص آپ ﷺ کے انیسویں دادا حضرت مضر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سرورِ کائنات، فخرِ انسانیت، نبیِ آخر الزمان، پیغمبرِ اعظم حضرت محمد ﷺ روحی فداہ کے انیسویں دادا کا اسمِ گرامی مضر تھا۔ اس ہستی میں آپ ﷺ کے لازوال نور نے بدرجہِ اتم ظہور فرمایا۔ اس بزرگ کے اس لافانی دنیا میں بے شمار کشف و کرامات ہیں جو اسلامی تاریخ کے صفحات پر ثبت ہیں۔ آپ کی عدیم المثال قوتِ مشاہدہ اور غیر معمولی فہم و ادراک کے واقعات شہرہِ آفاق تھے۔"(24)

5۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے سال کی تحقیق میں اختلاف

حضور نبی کریم ﷺ کی سالِ پیدائش کے متعلق شردھے پرکاش دیو اور سندر لال دونوں نے 570ء تحریر کیا ہے جبکہ سوامی لکشمن پرشاد نے 571ء لکھا ہے۔ تینوں مصنفین کی عبارتیں ملاحظہ ہوں:

شردھے پرکاش کی عبارت:

"عبد اللہ بن عبد المطلب نے 24 برس کی عمر میں آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور آمنہ کا نخلِ مراد سرسبز نہ ہوا تھا کہ عبد اللہ کو سفر شام میں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا اور واپسی پر یثرب (مدینہ) میں راہِ بقا اختیار کی۔ اس زمانہ میں جب کہ واقعہ فیل کو 45 روز ہوئے تھے 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء کو حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے۔"(25)

اسی طرح سندر لال کا بیان دیکھیے:

"حضرت محمد ﷺ کے والدِ بزرگوار حضرت عبد اللہ نے 24 برس کی عمر میں شادی کی، ابھی حضرت محمد ﷺ آمنہ بنت وھب کے نخل میں نہیں آئے تھے کہ وہ ملکِ شام میں تجارت کی غرض سے روانہ ہوگئے واپسی پر مدینہ میں ہی قضا کر گئے۔ حضرت محمد ﷺ 12 ربیع الاول بمطابق 29 اگست 570ء سوموار کی صبح کو پیدا ہوئے۔"(26)

سوامی لکشمن پرشاد نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا سال عیسوی سن کے حساب سے تمام مسلم سیرت نگاروں کی تائید کرتے ہوئے درست لکھا ہے۔ مصنف لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھولی بھٹکی قوم کو راہِ راست کا پیغام سنا کر روپوش ہوتے ہوئے 571 سال رواں تھا کہ حجازِ مقدس میں حضرت آمنہ سلام اللہ علیھا کی گود میں عرب کا چاند ﷺ چمکا۔(27)

6۔ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالتِ عامہ کے متعلق اختلاف

اکثر و بیشتر ہندو مصنفین نے حضور نبی کریم ﷺ کا حیاتِ طیبہ کا مطالعہ ایک پیغمبر یا رسول کی حیثیت سے نہیں کیا بلکہ ایک رہنما اور معاشرتی مصلح کے طور پر کیا ہے جو ایک خاص علاقے میں خاص حالات کے پیشِ نظر آتا ہے اور معاشرتی اصلاحات کے ذریعے لوگوں کے دِلوں میں اپنی جگہ بناتا ہے۔ اسی نظریے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی پیغمبرانہ شان اور عظمت و جلالت کے اظہار کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس نظریے کو "پنڈت گیانند" نے پروان چڑھایا ۔متاخرین ہندو سیرت نگاروں نے اپنی تصانیف میں نقل کیا، ان میں سوامی لکشمن پرشاد اور سندرلال قابل ذکر ہیں ۔پنڈت گیانند نے اپنی تصنیف "حضرت محمد کا آورش (اسوہِ حسنہ)" میں یوں رقمطراز ہیں:

"اب آؤ! ادھر دھیان دیں کہ عرب کی وادی پر جہاں لوگ سسک رہے ہیں، اپنی رسوم ورواج کھو بیٹھے ہیں، جن کی بیٹیاں پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دی جاتی ہیں، عرب کے باسیوں نے آسمانوں کی جہنم کو زمین پر اتار لیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے تیرہ سو سال پہلے ایسی جہالت میں گم گشتہ معاشرے کو تہذیب و تمدن سکھانے کون آیا تھا۔۔۔؟ ایک خاص خطے پر کون سا مسیحا آیا تھا۔۔۔؟ جس نے یکایک برائی کو بھلائی میں بدل دیا، انسانیت سوز رسوم وروا جات کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اس خاص خطہِ ارضی پر ایک مصلح (محمد ﷺ) آیا تھا۔(28)

اس برعکس شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کو ایک قوم یا طبقے کے لیے خاص نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ تو پوری انسانیت کی طرف رسول بن کر آئے ہیں اس ضمن موصوف لکھتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے اس کائنات ارضی پر بہت سے پیغمبر تشریف لائے ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوا العزم پیغمبر بھی تشریف لائے۔ لیکن ان کی نبوت ورسالت اور آنحضرت ﷺ کی رسالت

ونبوت یہ فرق تھا کہ وہ ایک خاص قوم اور خطے کی رہنمائی کے لیے مبعوث ہو کر آئے تھے تو آنحضرت ﷺ تمام کائنات کی طرف رسول بن کر تشریف لائے۔"(29)

7۔ قرآن مجید کے "منزل من اللہ" ہونے میں اختلاف

پہلی وحی کے نزول کے بعد ہی یہود و نصاریٰ نے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے میں شکوک وشبہات کا اظہار کرنا شروع کر دیا تھا اسی طرح غیر مسلموں میں سے ہندو مصنفین نے اسی روش کو اپناتے ہوئے قرآن مجید کے وحیِ الہیٰ میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

پہلی وحی کے سلسلے میں شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں:

"بعض مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فرشتہ کوئی نہیں آیا صرف پیغمبر کے دل میں ہی یہ القاء ہوا تھا اور خود بخود ان کی زبان سے (سورۃ العلق) کی ابتدائی پانچ آیتیں نکلی تھیں۔"(30)

اس کے برعکس سندر لال لکھتے ہیں:

جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک 40 سال ہوئی ایک رات رمضان المبارک کے مہینے میں حرا کی گُفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آواز آئی اٹھو اپنے رب کا سندیسہ دنیا تک پہنچا دو۔ اتنے میں رب کا فرشتہ آیا اس نے آکر عرض کی: "اعلان کر" محمد ﷺ چونکے پھر آواز آئی "اعلان کر" تیسری بار آواز آئی: "اعلان کر" محمد ﷺ نے پوچھا! کیا اعلان کروں؟ تو جواب ملا:

اعلان کر اپنے اسی رب کے نام سے جس نے جگت کو بنایا۔

جس نے پریم سے پریم کا پتلا آدمی سے تیار کیا۔

اعلان کر! تیرا رب بڑا ہی دیاوان ہے۔

اس نے قلم کے ذریعے گیان دیا۔

آدمی کو وہ سب کچھ باتیں سکھائیں جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔"۔(31)

خلاصہِ بحث

معلوم ہوا کہ ہندو مصنفین کی کتبِ سیرت میں موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف لفظی و معنوی، فصاحت وبلاغت کا نہیں بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کو پیش کرنے میں تساہل اور درست حوالہ جات کی کوتاہی برتنا ہے۔ اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے قرآن وحدیث سے اخذ شدہ عقائد میں تشکیک پیدا کرنے کی جسارت بھی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر حضور نبی کریم ﷺ کا نسب مبارک، وحی کا نزول، ختم نبوت اور رسالتِ عامہ کے متعلق منصوبہ سازی کے تحت شکوک وشبہات اظہار کر کے مسلمانوں کا اپنے پیغمبر ﷺ سے دائمی تعلق کو کاٹنے کی ناپاک کوشش

بھی کی گئی ہے۔ یہ دعویٰ تمام کتب کے بارے میں تو نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام از شر دھے پر کاش دیو اور عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد اپنی زبان اور انداز اور جزئیات کی تفصیلات کے حوالے مختلف ہیں اسی طرح پیغمبرِ صحرا "از کے ایل گابا اور حضرت محمد اور اسلام از سندر لال اپنے موضوعات اور انداز کے حوالے سے بہت مختلف ہیں ۔لیکن اس سب کے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے ان میں اختلاف ضرور پایا جاتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد ﷺ صاحب بانی اسلام، ص:17

2 ۔سندر لال، حضرت محمد اور اسلام، ص:193

3 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد ﷺ صاحب بانی اسلام، ص:17

4 ۔سوامی لکشمن پر شاد، عرب کا چاند، ص:163

5 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانی اسلام۔ ص:29

6 ۔سندر لال، حضرت محمد اور اسلام، ص:153

7 ۔سوامی لکشمن پر شاد، عرب کا چاند، ص:46

8 ۔سندر لال، حضرت محمد اور اسلام، ص:162

9 ۔ایضاً، ص:65

10 ۔ایضاً، ص:153

11 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:97

12 ۔کے ایل گابا، پیغمبرِ صحرا ﷺ، ص:164

13 ۔سوامی لکشمن پر شاد، عرب کا چاند، ص:67

14 ۔ایضاً، ص:69

15 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:12

16 ۔سندر لال، حضرت محمد اور اسلام، ص:34

17 ۔بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبری، مکۃ المکرمہ، مکتبہ دار الباز، 4:30، رقم:6698

18 ۔ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہایہ، بیروت، مکتبۃ المعارف 3:232

19 ۔سیوطی، ابو الفضل عبد الرحمن جلال الدین، الخصائص الکبریٰ، لبنان،، بیروت، المکتبۃ العلمیہ، 2:438

20 ۔طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید، تاریخ الرسل والملوک، لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 2:239

21 ۔مودودی، ابو الاعلی، تفہیم القرآن،4:44

22 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانی اسلام، ص:27

23 ۔امر سنگھ رام، تکذیبِ قادیانی، ص:2

24 ۔شر دھے ہر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:59

25 ۔سوامی لکشمن پر شاد، عرب کا چاند، ص:38

26 ۔ایضاً، ص:45

27 ۔شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد ﷺ صاحب بانی اسلام، ص:17

28 ۔سندر لال، حضرت محمد اور اسلام، ص:193

29 ۔سوامی لکشمن پر شاد، عرب کا چاند، ص:32

30 ۔پنڈت گیانند،(1969ء)، حضرت محمد کا آورش، لاہور، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ص:13

31 ۔سندر لال،(فروری1942ء)، حضرت محمد ﷺ اور اسلام، آلہ آباد، وسوانی پریس، ص:60